

اشفاق احمد

(۱۹۲۵ء-۲۰۰۳ء)

پاکستان کے مشہور ڈراما نگار، شاعر، افسانہ نگار، صدا کار اور دانش ور، اشفاق احمد ضلع فیروز پور (ہندوستان) کے ایک قصبہ مکتسر میں ڈاکٹر محمد خاں کے گھر پیدا ہوئے۔ اپنے آبائی قصبہ سے ۱۹۴۳ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد، گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد فیروز پور سے لاہور آ گئے اور دیال سنگھ کالج میں لیکچرر مقرر ہوئے۔ پھر دو سال تک روم یونیورسٹی میں اردو کے استاد رہے۔ وہیں اطالوی زبان میں ڈپلوما حاصل کیا۔ فرانسیسی زبان کا ڈپلوما گرونوبل یونیورسٹی (Grenoble University) فرانس سے حاصل کیا۔ نیویارک سے ریڈیائی نشریات کی تربیت لی۔ وطن واپسی پر اپنا اشاعتی ادارہ ”داستان سرائے“ قائم کیا اور رسالہ ”داستان گو“ جاری کیا۔ ریڈیو نشریات میں ”تلقین شاہ“ اشفاق احمد کا سلسلہ وار بیچہ تھا۔

پاکستان ٹیلی وژن کے لیے متعدد ڈرامے لکھے لیکن ”ایک محبت سو افسانے“ کی سیریز کے تحت دکھائے گئے ڈرامے زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کا افسانہ ”گڈ ریا“ اردو ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ ڈراموں میں ”من چلے کا سودا“ نے بھی خاصی شہرت پائی۔ ان کی علمی، ادبی خدمات کے عوض ۱۹۷۹ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی عطا کیا گیا۔

اشفاق احمد کی مشہور تصانیف میں ”ایک محبت سو افسانے“، ”کھٹیا وٹیا“، ”تووتا کہانی“،

”ماہلی دے تھلے“، ”اچھے برج لاہور دے“ اور ”کارواں سرائے“ وغیرہ شامل ہیں۔

اشفاق احمد کا اسلوب بیان نہایت سادہ، پُر اثر اور دل میں اتر جانے والا ہے۔ وہ عام فہم زبان میں گہرے فلسفیانہ اور روحانی نکات بیان کرتے ہیں جو قاری یا سامع کے ذہن پر دیر پا اثرات چھوڑتے ہیں۔ ان کے جملے مختصر مگر معنی خیز ہوتے ہیں اور زندگی کی پیچیدگیوں کو نہایت سہل اور فطری انداز میں واضح کرتے ہیں۔ اشفاق احمد کی تحریروں میں تصوف، اخلاقیات اور انسانی رویوں کی عمدہ عکاسی ملتی ہے۔





محسن محلہ

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو افسانہ ”محسن محلہ“ کے بنیادی موضوع سے روشناس کرانا
- تنقیدی سوچ کو فروغ دینا تاکہ طلبہ سماجی مسائل پر گہرائی سے سوچ سکیں
- افسانے کے اسلوب، کردار نگاری اور بیانیہ تکنیک کے تجرباتی پہلو سے آگاہ کرنا
- سماجی ذمے داری اور احساس آدمیت کا جذبہ بیدار کرنا
- طلبہ کو تہذیب و تائیت اور اسم، فعل اور حرف کی پہچان کروانا

کسی کو ٹھیک سے معلوم نہیں کہ ماسٹر الیاس کب اس محلہ میں آیا تھا اور کب اُس نے یہ کوٹھڑی کرائے پر لی تھی لیکن اس بات کا ہر ایک کو علم تھا کہ ماسٹر الیاس مہاجر ہے اور اس کا تعلق انبالے کے کسی علاقے سے ہے، کیوں کہ وہ بولی ہی ایسی بولتا ہے جو انبالے، پٹیالے میں بولی جاتی ہے۔ ماسٹر الیاس کرائے کی کوٹھڑی میں رہتا تھا اور اُس کے پاس محلے کے لڑکے گنتی سکھنے، پہاڑے کہنے اور تختی لکھنے کے لیے آ جاتے تھے۔ اُس کے پاس دو لڑکا بھی اور ایک اسیل مرغا تھا۔ شیر تو پنجروں میں بند رہتے تھے لیکن اسیل مرغا، اُس کی کوٹھڑی کے دروازے سے ذرا دور کھڑا رہتا تھا۔ ماسٹر الیاس نے مرغے کی ایک ٹانگ میں پیتل کا چھلا ڈال کر اس سے مضبوط ڈور باندھ رکھی تھی اور اس ڈور کا دوسرا سر اپنی کوٹھڑی کی دہلیز میں میخ ٹھوک کر اس سے باندھ رکھا تھا۔ محسن محلہ کے سبھی لوگ ماسٹر الیاس کی عزت کرتے تھے اور اس کو اسلام علیکم کہہ کر اس کے دروازے کے آگے سے گزرتے تھے۔ ماسٹر جی کچھ اور کام بھی کرتے تھے لیکن کسی کو اس کا علم نہیں تھا۔ شاید وہ سبزی منڈی میں منشی گیری کرتے تھے یا کسی دُور کے محلے میں پھیری لگاتے تھے یا کسی کارخانے میں رنگ و روغن کی دہاڑی کرتے تھے، کوئی اس کی بابت اچھی طرح سے نہیں جانتا تھا لیکن اتنا سب کو معلوم تھا کہ ماسٹر الیاس کی گزر بسر ذرا تنگی ترشی سے ہی ہوتی ہے۔

دراصل ماسٹر صاحب سیدھے آدمی تھے اور اُن کو زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ کچھ تو ان کی شکل ہی ایسی تھی کہ اسے دیکھ کر لوگوں کے دل میں محبت یا ہمدردی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تھا اور کچھ اُن کی گفت گو اس انداز کی ہوتی تھی کہ کسی کو اس پر یقین نہیں آتا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، ہیرا پھیری نہیں کرتے تھے، مبالغے سے کام نہیں لیتے تھے، شیخی نہیں بگھارتے تھے، کسی کو خوفزدہ نہیں کرتے تھے، اسی وجہ سے کسی کو ان کی بات پر یقین نہیں آتا تھا۔ ان کی گفت گو میں، گرامر کی اور علم بیان کی بہت سے غلطیاں ہوتی تھیں اور سننے والا جھلکا کر ان کی محبت چھوڑ دیتا تھا۔ وہ اتنے سیدھے اور اس قدر بے پیچ تھے کہ انسان ہی نہیں لگتے تھے۔ سارے محلے پر اور ساری سوسائٹی پر ایک بوجھ سا لگتے تھے اور چوں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ رسم و رواج پیدا کرنا کوئی بھی پسند نہیں کرتا، اس لیے کوئی بھی ان کا دوست نہیں تھا۔ سردیوں کی ایک شام، مالک مکان نے ماسٹر الیاس کو بڑے سخت الفاظ میں ڈانٹا اور دھمکی دی کہ اگر اُس نے تین دن کے اندر اندر پچھلے



چھ ماہ کا کرایہ ایک ساتھ ادا نہ کیا تو وہ اس کا سامان نکال کر باہر پھینک دے گا۔ ماسٹر جی کی خوف کے مارے گھٹکی بندھ گئی کیوں کہ ان کے پاس ایک سواستی روپے یک مُشت موجود نہیں تھے، صرف چالیس روپے تھے۔ جن کے ساتھ دس کا ایک نوٹ اور پروکڑا انھوں نے پچاس بنالیے تھے۔ پہلے تو مالک مکان پچیس تیس، چالیس پچاس لے کر آگے کی تاریخ دے دیا کرتا تھا لیکن اس مرتبہ وہ ٹانگ ہو گیا اور اس نے دھارے میں پروئے ہوئے پچاس روپے اصل مرنے کے آگے پھینک کر کہا: ”جاوئے! میں نہیں لیتا۔ مجھے پورے ایک سواستی کر کے دے۔“

جب وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو ماسٹر الیاس نے پچاس روپے فرش پر سے اٹھا کر اپنی واسٹ کی جیب میں ڈال لیے، پھر وہ اپنی کوٹھڑی کے اندر جا کر چار پائی پر دُکھی سے ہو کر بیٹھ گئے اور شدید غم کے باعث ان کی گھٹکی بندھ گئی اور یہ پہلا موقع تھا کہ روئے بغیر کسی شخص کی گھٹکی بندھی ہو! وعدے کے مطابق مالک مکان نے ان کا سامان اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ ماسٹر صاحب کی چار پائی ٹرانسفارمر والے دو کھمبوں کے پیچھے لگادی اور ان کا باقی سامان اس کے ارد گرد چُن دیا۔ اس نے کوٹھڑی کو نیا چینی تالا لگایا اور سکوتر پر سوار ہو کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس کا گھر اس محلے سے کافی دُور تھا اور وہ اپنی کوٹھڑیوں کا کرایہ وصول کرنے ماہ بہ ماہ آیا کرتا تھا۔

ماسٹر صاحب نے ایک رات جُوں توں کر کے ٹرانسفارمر کے نیچے گزاری اور اگلے دن، شیخ کریم نوازی کی حویلی پہنچ کر اس سے دوسو روپے اُدھار کے طلب گار ہوئے۔ شیخ صاحب نے ماسٹر صاحب کو نیک دل، سادہ لوح اور مرنجاں مرنج شخص سمجھ کر ثر خاد یا کیوں کہ ایسے احمق لوگوں کو زیادہ رقم دینا اچھا نہیں ہوتا، پھر وہ اسماعیل بزاز کی دُکان پر گئے اور رقم میں کمی کر کے ڈیڑھ سو کا سوال ڈالا۔ اُس نے بھی معذرت کر لی۔ محلے کا کوئی نائی، حلوائی، قصابی، ڈاکٹر، وید، وکیل، ماسٹر صاحب نے نہیں چھوڑا لیکن ہر طرف سے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ ان لوگوں کو شدید مہنگائی نے گھیر رکھا تھا اور ان کے پاس اُدھار دینے کو کچھ بھی باقی نہ تھا۔

جس دن ماسٹر الیاس نے ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو اپنی نبض دکھائی، اُس روز انھیں ٹرانسفارمر کے نیچے سوتے آٹھواں دن تھا۔ ڈاکٹر نے سٹیٹھو سکوپ لگا کر دیکھا اور کہا: ”ماسٹر صاحب! نمونیہ ہے۔ میں آپ کو پُڑیا تو دے دیتا ہوں لیکن آپ کسی اور کو بھی دکھائیں۔“ ماسٹر صاحب نے کہا، ”بہت اچھا“ اور گرم دودھ پینے جبار حلوائی کی دُکان پر چلے گئے۔ انھوں نے دودھ پی کر اپنی نبض جبار کو دکھائی اور پھر گڑا کر اس سے دوسو روپے قرض کی درخواست کی۔ جبار ہنس پڑا۔ اس کو پتا تھا کہ ایسے شخص کو کوئی ایک روپیہ بھی اُدھار نہیں دے سکتا، یہ پورے دوسو مانگ رہا ہے۔ جب ایسی انہونی بات ہو تو ہر ایک کو ہنسی آ جاتی ہے اور اسی وجہ سے جبار ہنس پڑا تھا، ورنہ عام زندگی میں وہ بہت ہی کم ہنستا تھا۔ مسلسل تین دن تک ماسٹر الیاس اپنی رضائی سر پر اگلو کی طرح اوڑھ کر چار پائی پر بیٹھے رہے۔ جو کوئی وہاں سے گزرتا، السلام علیکم کہہ کر یہ ضرور پوچھتا، ”کیوں جی ماسٹر جی! دھوپ سینگلی جا رہی ہے؟“ اور ماسٹر جی اندر سے بند آواز میں جواب دیتے، ”ہاں جی، تھوڑی سردی لگ رہی تھی!“

چوتھے روز فجر کی اذان کے وقت جب ماسٹر صاحب فوت ہو گئے تو محسن محلے کے ایک ایک شخص کو ان کی موت کا بڑا صدمہ ہوا۔ ناشتے کا وقت ختم ہونے تک، ہر شخص خاموشی اور دُکھ کے کوئے میں پسے ہوئے رہا۔ ماسٹر جی کے بیروں کو کٹورہ بھر کنگنی اور ان کے مرنے کو آٹے کی آب خورہ بھر گولیاں ڈال دی گئیں۔ شیخ کریم نواز صاحب اپنی حویلی سے نکلتے ہی ان کے نیچے آ بیٹھے۔ یہاں لوگوں



نے بڑی سی دری بچھادی اور دو تین تارہ اخبار لاکر رکھ دیے۔ لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ شیخ کریم نواز نے دوسروں کو نکال کر سعید اور بلال کو سکوتر پر بھیجا کہ جا کر قبر کا بندوبست کریں۔ تین سوروں نے بابو جلال کو دیے کہ رحمت کو ساتھ لے جا کر لٹھے، کافور، عرقِ گلاب اور پھولوں کا بندوبست کریں۔ جبار حلوائی نے دودھ پتی کا ایک پتیلا کاڑھ کر صف پر پہنچا دیا۔ لوگوں نے ماسٹر صاحب کی رسمِ قُل کے لیے پیسے جمع کرنے شروع کیے اور دیکھتے دیکھتے محسن محلہ کے لوگوں نے آٹھ سو گیارہ روپے جمع کر کے شیخ کریم نواز صاحب کے پاس محفوظ کرادیے۔

(سفرِ مینا)

(مشق)

سبق ”محسن محلہ“ کو ذہن میں رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

- i ماسٹر الیاس کون تھے اور ان کا تعلق کس شہر سے تھا؟
- ii ماسٹر الیاس کی باتوں پر لوگوں کو یقین کیوں نہیں آتا تھا؟
- iii مکان کا مالک کیسے لگتا تھا اور ماسٹر الیاس کے ذمے کتنے مہینوں کا کرایہ واجب الادا تھا؟
- iv ماسٹر الیاس رقم ادھار لینے کے لیے کس کس کے پاس گئے اور انھیں کیا جواب دیا؟
- v ماسٹر الیاس میں نمونیہ تشخیص کس نے کیا تھا؟
- vi ماسٹر الیاس کی وفات کے بعد محسن محلہ کے مکینوں نے کیا کیا؟

درست جوابات کی نشان دہی کریں:

- i ماسٹر الیاس رہتے تھے:

(الف)	کرائے کے مکان میں
(ب)	کرائے کی کوٹھڑی میں
(ج)	کرائے کے قلیٹ میں
(د)	کرائے کی حویلی میں
- ii ماسٹر الیاس نے مرغی کی ایک ٹانگ میں چھلا ڈال رکھا تھا:

(الف)	سونے کا
(ب)	لوہے کا
(ج)	ٹانے کا
(د)	پیتل کا
- iii مالک مکان نے کوٹھڑی کو لگا دیا:

(الف)	چینی تالا
(ب)	دھبی تالا
(ج)	ولایتی تالا
(د)	وزیر آبادی تالا



www.ilmkidunya.com

iv

ماسٹر صاحب نے دو سو روپے ادھار طلب کیے۔

(الف) اسماعیل بزاز سے

(ج) بابو جلال سے

(ب) ڈاکٹر سے

(د) شیخ کریم نواز سے

v

ماسٹر صاحب اپنی رضائی اوڑھ کر چار پائی پر بیٹھے رہے۔

(الف) دو دن

(ج) چار دن

(ب) تین دن

(د) پانچ دن

vi

ماسٹر جی کے بیٹروں کا کٹورہ بھر دیا گیا۔

(الف) کنگنی سے

(ج) چادلوں سے

(ب) باجرہ سے

(د) آب خورہ بھر گولیوں سے

3

افسانہ "محسن محلہ" کا خلاصہ تحریر کریں۔

4

"محسن محلہ" کا مرکزی خیال لکھیں۔

5

اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

مرنجاں مرنج

مٹھکھی

السلام علیکم

انبالہ

ترنگ

عرق

بزاز

اجمق

6

سبق کی روشنی میں صحیح غلط بیانات کی نشان دہی کریں:

غلط ☐ صحیح ☐

i اس کے پاس ایک بیٹیر اور دو اسیل مرنے تھے۔

غلط ☐ صحیح ☐

ii شاید وہ سبزی منڈی میں منشی گیری کرتے تھے۔

غلط ☐ صحیح ☐

iii وہ اتنے سیدھے اور اس قدر بے پیچ تھے کہ معصوم انسان لگتے تھے۔

غلط ☐ صحیح ☐

iv ماسٹر صاحب نے ایک رات دھول توں کر کے ٹرانسفارمر کے سامنے گزاری۔

غلط ☐ صحیح ☐

v وہ اسماعیل بزاز کی دکان پر گئے اور رقم کی کر کے ڈیڑھ سو کا سوال ڈالا۔

غلط ☐ صحیح ☐

vi ماسٹر الیاس نے یونانی حکیم کو اپنی نبض دکھائی۔



درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں:

7

کوٹھڑی جذبہ تنگی ترشی یک مٹت مرجان مرغی آب خورہ

درج ذیل الفاظ و تراکیب کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں:

8

الفاظ	معانی	جملوں میں استعمال
دہلیز		
گزر بسر کرنا		
مبالغے سے کام لینا		
سادہ لوح		
طربال مرغی		
گھٹکی بندھنا		

اشفاق احمد کے افسانہ ”محسن محلہ“ کے عنوان میں طنز کا پہلو پوشیدہ ہے۔ اُن مقامات کی نشان دہی کریں کہ جہاں سماج ایک سیدھے سادے ”ماسٹر صاحب“ کو اپنی دنیا کا آدمی نہ سمجھتے ہوئے ہر مقام پر ٹال دیتا ہے۔

9

مندرجہ ذیل پیرا گراف کی تشریح کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی لکھیں:

10

دراصل ماسٹر صاحب سیدھے آدمی تھے اور ان کو زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ کچھ تو ان کی شکل ہی ایسی تھی کہ اسے دیکھ کر لوگوں کے دل میں محبت یا ہمدردی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تھا اور کچھ ان کی گفت گو اس انداز کی ہوتی تھی کہ کسی کو ان پر یقین نہیں آتا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، ہیرا پھیری نہیں کرتے تھے۔ مبالغے سے کام نہیں لیتے تھے۔ شیخی نہیں بگھارتے تھے۔ کسی کو خوف زدہ نہیں کرتے تھے۔

تذکیر و تانیث کی دو قسمیں ہیں:

جاندار اشیاء کی تذکیر و تانیث، جو اصلی یا حقیقی تذکیر و تانیث بھی ہے۔

بے جان اشیاء کی تذکیر و تانیث، اسے مجازی یا غیر حقیقی تذکیر و تانیث کہا جاتا ہے۔

حقیقی تذکیر و تانیث کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:



انسان کی تذکیر و تانیث اور حیوان کی تذکیر و تانیث، مثلاً:

شیر - شیرنی

مرد - عورت

لڑکا - لڑکی

باپ - ماں

اسم، فعل اور حرف کی پہچان

کلمے کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اسم ۲۔ فعل ۳۔ حرف

اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص چیز یا جگہ کا نام ہو اور تنہا اپنے معنی دے لیکن اس میں زمانہ اور کام دونوں نہ پائے جائیں۔ جیسے: اسلم، پشاور، دریائے راوی، درہ خیبر وغیرہ۔

فعل وہ کلمہ ہے جو، اکیلا اپنے معنی دے۔ اس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا کسی زمانے (ماضی، حال یا مستقبل) میں پایا جائے۔ مثلاً: ”گیا تھا“، فعل ماضی، ”روتا ہے“، فعل حال اور ”ہنسے گا“، فعل مستقبل ہے۔

حرف وہ کلمہ ہے جو، اکیلا کچھ معنی نہ دے، بلکہ دوسرے لفظوں سے مل کر معنی دے، جیسے: سے، میں، کا، پر، کو، تک وغیرہ، مثلاً:

- ۱۔ یہ گھوڑا شیر خان کا ہے۔
- ۲۔ میں نے یہ قلم بازار سے خریدا ہے۔
- ۳۔ بچی چھت پر چڑھ گئی۔
- ۴۔ باغ میں پھول کھلے ہیں۔

درج ذیل جملوں کو غور سے پڑھیں اور ان میں اسم، فعل اور حرف کی نشان دہی کریں:

11

- ۱۔ بچے کھیل رہے ہیں۔
- ۲۔ وہ علی کے ساتھ گیا۔
- ۳۔ درخت ہرے بھرے ہیں۔
- ۴۔ پاکستان ایک خوب صورت ملک ہے۔
- ۵۔ پرندہ اڑ گیا۔
- ۶۔ وہ کھانا پکا رہی ہے۔
- ۷۔ ہم اور تم دوست ہیں۔
- ۸۔ میں نے خط لکھا۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- افسانہ ”محسن محلہ“ کی ڈرامائی تشکیل کریں۔
- افسانہ ”محسن محلہ“ کا بنیادی مقصد سماج کے اجتماعی ضمیر کو جھنجھوڑنا ہے، اس پر گفت گو کریں۔
- افسانہ ”محسن محلہ“ پر احمد ندیم قاسمی کے اس شعر کی روشنی میں گفت گو کریں:

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

اشارات تدبیر

- طلبہ کو افسانے کے مرکزی اور ذیلی کرداروں کے بارے میں بتائیں۔
- احمد درانی، ایثار اور قیام و بہبود جیسی اقدار کا رشتہ عملی زندگی سے جوڑیں۔
- افسانہ ”محسن محلہ“ کی ڈرامائی تشکیل میں طلبہ کی مدد اور رہنمائی کریں۔